سوال

(201)قربانی کے جانور کا سینگ ٹوٹنا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

عیدالاضحیٰ کے موقعہ پرایک گاؤمیش جس کے دو نوسینگ کا اوپر حصہ یعنی : جو اوپر حصہ باریک ہوتا ہے کاٹا ہوا تھا یعنی : موٹا حصہ باقی رہ گیا جو دور سے دیکھنے والے کو یہ نظر آتا تھا کہ اس بھینس کے دونوں سینگ گتنے ہوئے ہیں کاٹی ہوئی جگہ کی چوٹیوں پر دو تین انگل اگر کھے جاویں تو چوٹیوں کی اتنی فراخی یعنی عرض ہے ۔عید قرباں کا ے روز خطیب نے خطبہ پڑھا اور کہاکہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس جانور کے سینگ ٹوٹے ہوئے ہوں اس کی قربانی سے منع فرمایا ہے اس لئے یہ گاؤمیشن قربانی کے لائق نہیں ہے ۔جنھوں نے گاؤمیشن خریدی تھی انہوں نے کہ کہ یہ کٹے ہوئے ہیں ٹوٹے ہوئے نہیں ہیں ۔گاؤمیش کا اصل مالک جس سے گاؤمیش خریدی تھی ان خریداروں کے کہنے لگا کہ یہ گاپش تم مجھے وابس دے دو اور رقم لے لو اور کئی قربانی کا جانور خرید لو۔

1۔اس پرایک مولوی صاحب نے جوکہ سندیافتہ ہیں فرمایا کہ یہ ضرورت کےلئے سینگ کاٹے گئے ہیں یہ قربانی کےلئے جائز ہے۔

2۔جوریوڑوالے اپنی پہچان کےلئے تھوڑا ساکان نشانی کرنے کےلئے کہ اس جانور کی پہچان ہوسکے کہ یہ میرے ریوڑکا ہے کاٹ لیتے ہیں وہ بھی جائز ہے بنا بریں گاؤمیش کو انہوں نے قربانی کرڈالی ہے ۔ملتمس ہوں کہ گاؤمیش قربانی کےلئے جائز تھی یا نہیں ؟ جن لوگوں نے قربانی کرڈالی ہے ان کو کوئی سزا یا نہیں ؟

3۔اگر نشانی کےلئے تھوڑا ساکان چیرا جائے یا کاٹا جائے تو وہ جانور قربانی کےلئے جائز ہے یا نہیں ؟۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

امام ابو حنیفہ امام احمد امام شافعی امام مالک کے نزدیک اس گاؤمیش کی قربانی جائز تھی اس لئے اس کی قربانی درست ہوگئی کیوں کہ اس کی سینگ آدھی سے زیادہ موجود تھی ۔نیز امام مالک کے نزدیک اس وقت ناجائز ہے جب ٹوٹے سینگ سے خون ہو ورنہ سینگ ٹوٹے جانور کی قربانی ان کے نزدیک مطلقا جائز ہے ۔

لیکن میرے نزدیک صورت مسؤلہ میں تفصیل کی ضرورت ہے ۔آنحضرت ﷺ نے اعضب القرآن جانور کی قربانی سے منع فرمایا (ابو داود ترمذی عن علی) اب دیکھنا یہ ہے کہ عربی زبان میں اعضب القرن کس جانور کو کہتے ہیں ؟

سوواضح ہوکہ لغت میں عضب کے معنی قطع کاٹنا اورشق چیرنا پھاڑنا شگاف کرنا کے ہیں عضبة قطعن الناقة واعضبا شق اذنہا قاموس وغیرہ معلوم ہوا کہ جس کا سینگ قصدا کسی مقصد

سے کاٹی گئی ہوں پس جولوگ خودسینگ ٹوٹے یاقصداضرورت سے توڑے اورکاٹے ہوئے میں فرق کرتے ہیں ان کاقول صحیح نہیں ہے اورنیزآں حضرت ﷺ نے فرمایاکہ قربانی کاجانورخریدتے وقت کان آنکھ خوب غورسے دیکھ لوکان کٹے یاکان پھٹے یاچیرے کی قربانی منع فرمایااوریہ تصریح نہیں کی کہ ضرورت سے کان کاٹایاچیراگیاہوتواس کی قربانی جائز ہےاوربلاضرورت کاٹاگیاہوتوناجائزغرض یہ کہ آپ ﷺ نے مطلقا منع فرمایاہے پس فرق کرنا صحیح نہیں ہوگا۔

دوسری بات: یہ دیکھنی ہے کہ کس قدرسینگ ٹوٹی ہوتوقربانی ناجائزہوگی؟سومعلوم ہوکہ آنحضرت ﷺ نے کوئی مقدارنہیں بیان فرمائی اورلغت میں بھی کوئی مقدارنہیں لکھی ہے۔اس لئے ہروہ جانورجس کی سینگ کاٹ دی گئی ہویاٹوٹ گئی ہواس کی قربانی درست نہیں ہوگی خواہ آدھی کٹی ہویاتہائی یاچوتھی یازیادہ اگراس قدربرائے نام خفیف سی کٹی ہوئی ہے کہ دیکھنے والے اس کودیکھ کرسینگ کٹایاسینگ ٹوٹاکہنے میں تامل کریں اورٹوٹے کاپتہ نہ چلے تواس کی قربانی اس کی جائزہوگی۔

تیسری بات: یہ دیکھنی ہے کہ سینگ دہری ہوتی ہے ایک خول جوبہت سخت اورمضبوط ہوتی ہے۔دوسری اس کےنیچے اندرجوکمزوراورقدرے نسبۃ نرم ہوتی ہے توحدیث میں کسی کاٹوٹنامرادہے؟حدیث میں صرف اعضب القرن کالفظ استعمال کیاگیاہے۔جوعربی لفظ ہے اورعربی لغت میں اعضب یاعضبااس جانورکوکہتے ہیں جس کااندرسینگ ٹوٹاہوایاتوڑاگیا ہو۔چنانچہ افائق فی غریب الحدیث 2/444میں ہے: العضب فی القرآن الداخل لاانکسارقال الاخطل:

ان السیوف غدوہاوروا‌حہا

ترکت ہوازن مثل قرن الاعضب

ویقال لانکسارفی الخارج القصم لخ اورالمغرب 1/244میں ہی مکسورہ القرن الداخل اور مشقوقۃ الاذن ومنہ حدیث نہی ان یضحی بالاعضب القرن والاذن اورصحاح مین ہی العضباء الشاۃ المکسورۃ القرن الداخل وہوالمشاش ویقال وہی التی انکسراحدقرنیہا وکبش اعضب بین العضب انتہی اورتاج الغات 244مین ہی کہ شاۃ عضباء وکبش اعضب گومسفندے کہ شاخ داخلس شکستہ باشدیاآنکہ یکے ازدوشاخش باشدانتہی۔

پس صورت مسؤلہ میں اگربھینس کی اندرونی سینگ بالکل صحیح سالم پوری کی پوری موجودتھی اورصرف خول کاکچھ حصہ کاٹ دیاگیاتھاتوقربانی جائزہوگی۔

مکتوب

غیرمسلموں کوقربانی کاگوشت دینے کے بارے میں مسؤلہ روایت مجھ کونہیں ملی ممکن ہے کہ فتح القدیرلابن الہمام یامصنف عبدالرزاق یاابن شیبہ میں ہو۔ویسے مسئلہ صحیح یہی ہے کہ غیرمسلم کوقربانی کاگوشت دینابلاکراہت جائزہےامام احمداورحنیفہ ابن حزم وغیرہ بلاکراہت جائزکہتے ہیں لعموم قولہ صلی اللہ علیہ وسلم : کلواواطعمواوادخروا امام مالک بھی جائزکہتے ہیں لیکن مع الکراہت۔

مکتوب

(1)میری نظرمیں قرآن وحدیث کی کوئی ایسی نص صریح نہیں ہے جس سے یہ ثابت ہوتاکہ منی یاحرم میں قربانی کرانے کاثواب اپنے وطن میں قربانی کرنے سے زیادہ ہے اورنہ سلف ہی کسی سے صراحتہ منقول ہے کہ انہوں نے دوسروں کی طرف سے منی میں مزیدثواب کی نیت سے قربانی کی ہویاسا کافتوی دیاہو۔

جولوگ مزیدثواب ملنےکی نیت سے منی یاحرم ین قربانی کرنے کےلیے وہاں پیسے بھجواتے ہیں ان کے اس فعل کی بنیادصرف یہ خیال ہے کہ حرم میں ہرنیکی کاثواب غیرحرم سے زیادہ ہے جیسے حرم میں ہربرائی کاگناہ غیرحرم کی برائی سے بڑھ کرہے اورساخیال کی کی بنیادجوچیزیں ہیں :

(1)نمازاورروزہ پرقیاس

(2)عبداللہ حسن اور حسن بصری کا قول ۔

نماز کے اجر کی تضعیف کے بارے میں متعدد صحیح اور صریح حدیثیں موجود ہیں لیکن روزے کے بارے میں صرف ایک حدیث مروی ہے اور سخت ضعیف ہے ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ الْعَدَنِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ زَيْدٍ الْعَمِّيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ «قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَدْرَكَ رَمَضَانَ بِمَكَّةَ فَصَامَ وَقَامَ مِنْهُ مَا تَيَسَّرَ لَهُ كَتَبَ اللَّهُ لَهُ مِائَةَ أَلْفِ شَهْرِ رَمَضَانَ فِيمَا سِوَاهَا وَكَتَبَ اللَّهُ لَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ عِتْقَ رَقَبَةٍ وَكُلِّ لَيْلَةٍ عِتْقَ رَقَبَةٍ وَكُلِّ يَوْمٍ حُمْلَانَ فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَفِي كُلِّ يَوْمٍ حَسَنَةً وَفِي كُلِّ لَيْلَةٍ حَسَنَةً» (ابن ماجہ مع السندی 1/269)

اس حدیث کو ابو الولید الازرقی نے أخبار مکۃ وما جاء فیہا من الاثار میں اور ابو حفص عمر بن عبدالمجید المیانشی نے المجالس المکیۃ میں بھی روایت کیا ہے اس کی سند میں عبدالرحیم بن زید العمی عن ابیہ واقع ہیں اور یہ باپ بیٹا دونوں ہی سخت ضعیف ہیں ۔ عبدالرحیم کی ابن معین نے تکذیب کی ہے اور ان کے باپ زید العمی کی بھی سب نے تضعیف کی ہے

ابو الطیب الفاسی المالکی لکھتے ہیں : وجاء أحادیث تدل علی تفضیل ثواب الصوم وغیرہ من القربات بمکۃ علی ثواب ذلک فی غیرہا، إلا أنہا فی الثبوت لیست کأحادیث فضل مکۃ والصلاۃ فیہا، وحدیث تفضیل الصوم بمکۃ علی غیرہا رویناہ فی مسند ابن ماجہ3، وفی تاریخ الأزرقی، وفی "المجالس المکیۃ" للمیانشی 4، من حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما وعنہ (شفاء الغرم باخبار البلد الحرام 1/82)

اور عبداللہ بن بن عباس کا قول اور فتوی سنن کبری بیہقی 4/331 اور مستدرک حاکم 1460/261 میں مروی ہے ۔ ان کے علاوہ اس کو ابوذر اور ابو الولید الازرقی نے بھی روایت کیا ہے کما فی القری القاصد ام القري ص 19/20/209 فاسی مالکی لکھتے ہیں أَخْبَرَنَاهُ أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ، أنبأ أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ, أنبأ بِشْرُ بْنُ مُوسَى الْأَسَدِيُّ، ثنا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ الْكِنْدِيُّ، ثنا عِيسَى بْنُ سَوَادَةَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ زَاذَانَ، قَالَ : مَرِضَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَجَمَعَ إِلَيْهِ بَنِيهِ وَأَهْلَهُ فَقَالَ لَهُمْ : يَا بَنِيَّ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : "مَنْ حَجَّ مِنْ مَكَّةَ مَاشِيًا حَتَّى يَرْجِعَ إِلَيْهَا كُتِبَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ سَبْعُمِائَةِ حَسَنَةٍ مِنْ حَسَنَاتِ الْحَرَمِ " فَقَالَ بَعْضُهُمْ : وَمَا حَسَنَاتُ الْحَرَمِ ؟ قَالَ : " كُلُّ حَسَنَةٍ بِمِائَةِ أَلْفِ حَسَنَةٍ " تَفَرَّدَ بِهِ عِيسَى بْنُ سَوَادَةَ هَذَا , وَهُوَ مَجْهُولٌ انتہی قلت (قائلہ الفاسی المالکی) قلت : لم ینفرد بہ عیسی بن سوادۃ کما ذکر البیہقی، لأنا رویناہ فی الأربعین المختارۃ لخطیب مکۃ : الحافظ ابن مسدي، وغیرہا من حدیث سفیان بن عیینۃ، عن إسماعیل بن أبي خالد الذي رواہ عنہ ابن سوادۃ وقال ابن مسدي : ہذا حدیث حسن غریب ورواہ الحاکم 1 من الوجہ الذي رواہ البیہقي و صحح إسنادہ (شفا الغرام 1/82) حاکم کی تصحیح پر امام ذہبی نے اعتراض کردیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں : قلت لیس بصحیح اختی ان یکون کذبا وعیسی قال : ابو حاتم منکرا الحدیث انتہی اور جس بصری کا قول اس طرح مروی ہے صوم یوم بحمۃ بماۃ الف وصدقۃ درہم بماۃ الف وکل حسنۃ بماۃ الف اخرجہ ابو الفرج فی ثیر الغرام (القری لقاصد ام القری ص : 608) وفیما تقدم من احادیث مضاعفۃ الصلوۃ والصوم دلیل علی اطراد التضعیف فی جمیع الحسنا الحاقا بہا یؤید ذلک قول الحسن البصري المتقدم ولم یلقہ الادلۃ مستند فی ذلک (القری ص : 609)

(2)حرم میں قربانی کرانے کے بعد گھر پر قربانی کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی ۔

(3)مکہ کے غریبوں میں روپیہ تقسیم کرنے کو زیادہ ثواب کا باعث سمجھ کر وہاں رقم بھیجنے ابھی معلوم ہوچکا ہے حدیث توخذ من اغنیاء ہم وتر علی فقراء ہم خاص زکوۃ فرض کے بارے میں وارد ہے ۔ مدینہ کے فقراء میں روپیہ تقسیم کرنے کو زیادہ ثواب کا موجب سمجھنے کے بارے میں بھی قیاس ہی سے کام لیا گیا ہے ۔ چنانچہ المحب الطبری لکھتے ہیں عن ابن عمر قال رسول اللہ۔صلی اللہ علیہ وسلم : "صیام شہر رمضان فی المدینۃ کصیام ألف شہر فیما سواہا" اخرجہ الحافظ ابو الفرج فی ثیر الغرام وہذا دلیل علی ان حسنات المدینۃ اجمع مضاعفۃ بالف کما ان حسنات مکۃ بماۃ الف (القری ص : 629) حضرت ابن عمر کی اس حدیث اور حسن بصری کے قول کی سند کیسی ہے ؟ یہ معلوم نہیں ہوسکا وقیل : عن ابن عباس قال المراد بالمسجد الحرام الحرم کلہ، قال المحب الطبري 3 : ویتأید بقولہ تعالی : { وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِي جَعَلْنَاهُ لِلنَّاسِ سَوَاءً الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ } [الحج : 25]. أو قولہ تعالی : { سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى } [الإسراء : 1]. وکان ذلک من بیت أم ہانئ... انتہی

(2) أن للعلماء خلافا فی المراد بالمسجد الحرام، فقیل : مسجد الجماعۃ الذي یحرم علی الجنب الإقامۃ فیہ، حکاہ المحب الطبري، وذکر أنہ یتأید بقولہ صلی اللہ علیہ وسلم : "صلاۃ فی مسجدي ہذا أفضل من ألف صلاۃ فیما سواہ إلا المسجد الحرام"، والإشارۃ بمسجدہ إلی مسجد الجماعۃ، فینبغي أن یکون المستثنی کذلک... انتہی القری ص 608 : 607)

وحدیث زاذان عن ابن عباس المتقدم یدل ان المراد بالمسجد الحرام ورواہ الحاکم 1 من الوجہ الذي رواہ البیہقي و صحح إسنادہ، وقال المحب الطبري بعد أن أخرج ہذا الحدیث : وہذا الحدیث

يدل على أن المراد بالمسجد الحرام في فضل تضعيف الصلاة الحرم جميعه، لأنه عم التضعيف في جميع الحرم، وكذلك حديث تضعيف الصلاة عمن في جميع مكة، وحكم الحرم ومكة في ذلك سواء باتفاق، إلاأن يخص المسجد بتضعيف زائد على ذلك، فيقدر كل صلاة بمائة ألف صلاة فيما سواه والصلاة فيما سواه بعشر حسنات فتكون الصلاة فيه بألف ألف حسنة، والصلاة في مسجد النبي صلى الله عليه وسلم بمائة ألف حسنة، ويشهد لذلك ظاهر اللفظ 2، والله أعلم

قال : وعلى هذا تكون حسنة الحرم بمائة ألف حسنة وحسنة مسجده، إما مسجد الجماعة، وإما الكعبة على اختلاف القولين بألف ألف، ويقاس بعض الحسنات على بعض أو يكون ذلك خصيصا للصلاة، والله أعلم... انتهى (القرى ص :609)

میرے نزدیک موجودہ حالات میں گھر پر قربانی کرنا اوراپنے مقام میں صدقہ وخیرات کرنازیادہ بہتر ہے ۔ منیٰ میں قربانی کا گوشت اکثر بلکہ تمام ترضائع ہوجاتا ہے اورمکہ ومدینہ سے زیادہ غریب و مستحق اپنے یہاں موجود ہیں۔ حرمین میں اب غریب کون ہے ؟ وہاں دوردراز کے دیہاتوں میں بدوغریب ہوں گے لیکن ان تک کون حاجی پہنچ سکتا ہے مسجد حرام اور مسجد نبوی کے علاوہ دوسری مساجدمکہ ومدینہ میں بجز مسجد قبا کے زیادہ ثواب ملنے پر کوئی صریح مرفوع روایت موجود نہیں ہے اس لیے دوسری مساجد میں اوردونے کی کوشش صحیح نہیں ہے ۔ واللہ اعلم

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 2۔ کتاب الأضاحی والذبائح

صفحہ نمبر 400

محدث فتویٰ